OPEN ACCESS
Kashf Journal of Multidisciplinary Research
Vol: 03 - Issue 05 (2026)
P-ISSN: 3007-1992 E-ISSN: 3007-200X
https://kjmr.com.pk

قرآنِ مجید میں حضرت موسیٰؑ کے مکالمات کی دعوتی حکمتِ عملی: معاصر دعوتی چیلنجز کے تناظر میں ایک تجزیاتی مطالعہ

PROPHETIC DA'WAH STRATEGY IN THE DIALOGUES OF PROPHET MUSA (AS) IN THE HOLY QURAN: AN ANALYTICAL STUDY IN THE CONTEXT OF CONTEMPORARY CHALLENGES

Kanwar Muhammad Akif

Lecturer of Islamic Studies at Government Boys Degree College Ghotki, Sindh, Pakistan.
Ph.D. Scholar at Shah Abdul Latif University Khairpur, Pakistan

[*] ***Corresponding Author:*** kanwarakif1@gmail.com

DOI: https://doi.org/10.71146/kjmr908

Article Info

This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) license https://creativecommons.org/licenses/by/4.0

Abstract

The story of Prophet Musa (AS) in the Holy Qur'an provides a comprehensive model of the call to the truth (da'wah) in the face of institutionalised tyranny and intellectual hubris. This study examines the communicative and strategic aspects of the dialogues of Prophet Musa(AS), especially with Pharaoh, the magicians and the Children of Israel. Through a descriptive-analytical approach integrating classical exegesis and modern theories of social movements, this research uncovers a multidimensional model of da'wah, involving psychological fortitude, intellectual argument and linguistic gentleness (qawlan layyina). Today, the global Ummah contends with New Atheism, extreme materialism and cyber-disinformation. This study concludes that Prophet Musa's strategy of addressing the "God-complex" of his era by appealing to cosmic evidence and rational argumentation offers a crucial lesson for contemporary da'ees. The research finds that a successful modern da'wah strategy should combine spiritual and empirical knowledge with flexible technology, in line with the Mosaic model of miracles (signs) and rational discourses.

Keywords:

Prophet Musa (AS), Da'wah Strategy, Quranic Dialogues, Contemporary Challenges, Pharaoh, Atheism, Materialism, Rational Discourse, Islamic Communication.

تعارف

دینِ اسلام کی بنیاد دعوتِ حق اور بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت پر قائم ہے۔ اللہ رب العزت نے کائنات کی رہنمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک طویل سلسلہ مبعوث فرمایا جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام نہایت منفرد اور سبق آموز ہے۔ قرآنِ مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلے میں کثرت اور تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے، جس کی بنیادی وجہ ان کے دعوتی سفر میں درپیش وہ متنوع حالات ہیں جو رہتی دنیا تک کے داعیانِ حق کے لیے ایک جامع لائحہ عمل فراہم کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت ایک ایسے دور میں ہوئی جب مصر کے سیاسی و سماجی نظام پر فرعون جیسی جابر شخصیت کی گرفت تھی جو نہ صرف سیاسی حکمران تھا بلکہ "انا ربکم الاعلیٰ" (میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں) کا دعویدار بن کر مذہبی اجارہ داری کا بھی مدعی تھا۔ اس تناظر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکالمات محض گفتگو نہیں بلکہ ایک ایسی دعوتی حکمتِ عملی کا حصہ ہیں جس میں علم، منطق، صبر، اور استقامت کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی زندگی کے واقعات 296 آیات میں بکھرے ہوئے ہیں جو ان کی دعوتی اہمیت پر مہرِ تصدیق ثبت کرتے ہیں۔[1]

[1] معاصر عہد میں اسلامی دعوت کو جن پیچیدہ چیلنجز کا سامنا ہے، وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے فرعونی ہتھکنڈوں کی ہی ایک جدید اور ترقی یافتہ شکل ہیں آج کا داعی جب میدان عمل میں نکلتا ہے تو اسے جدید الحاد (New Atheism)، کٹر مادیت پرستی (Radical Materialism)، اور سیکیولرزم جیسے فکری فتنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے انسان کے اندر وہی قدیم "فرعونی تکبر" پیدا کر دیا ہے جہاں وہ وحی اور الہامی تعلیمات کو محض ماضی کی داستان سمجھ کر مسترد کر دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکالمات میں جہاں ہمیں ایک طرف فرعون جیسے جابر حکمران سے "قولِ لین" (نرم گفتگو) کا درس ملتا ہے، وہیں دوسری طرف جادوگروں جیسے ماہرینِ فن کے سامنے برحق معجزات اور دلائل کے ذریعے حق کی دھاک بٹھانے کا اسلوب بھی نظر آتا ہے۔ یہ مقالہ اس امر کا گہرا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے کہ کس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دعوتی اسلوب کو بروئے کار لاتے ہوئے عصرِ حاضر کے فکری و نظریاتی فتنوں کا علمی و عملی تعاقب کیا جا سکتا ہے۔ اس مطالعے کا بنیادی مقصد حضرت موسیٰؑ کی دعوتی زندگی سے ایسے آفاقی اصول اخذ کرنا ہیں جو آج کے ڈیجیٹل اور سیکولر دور میں داعیانِ اسلام کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو سکیں۔[2]

مقاصدِ تحقیق

اس تحقیقی مطالعے کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں۔

1. قرآنِ مجید میں مذکور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان ہونے والے مکالمات کا دعوتی و منطقی تجزیہ کرنا۔

2. حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوتی حکمتِ عملی کے بنیادی خدوخال (صبر، استقامت، نرم گفتگو اور علمی برتری) کی شناخت کرنا۔

3. معاصر دور میں دعوتِ دین کو درپیش فکری چیلنجز بالخصوص الحاد اور مادیت پرستی کا تقابلی جائزہ لینا تاکہ قدیم و جدید فرعونیت کے درمیان فکری مماثلت کو سمجھا جا سکے۔

4. حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دعوتی اسلوب کی روشنی میں جدید دور کے داعیوں کے لیے ایک عملی فریم ورک اور سفارشات مرتب کرنا جو سوشل میڈیا اور جدید ٹیکنالوجی کے دور میں موثر ثابت ہوں۔

5. یہ واضح کرنا کہ کس طرح "قولِ لین" اور "منطقی استدلال" کا امتزاج جابرانہ نظاموں اور الحادی نظریات کو شکست دے سکتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ اور نبوت کا پس منظر

حضرت موسیٰؑ کا نام اور نسب مبارک

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام اور نسب مبارک "موسیٰ بن عمران بن قاہث بن عاذر بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام" ہے ۔[3]

حضرت موسیٰؑ کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام مشہور قول کے مطابق یوخابذ تھا، دیگر اقوال یہ ہیں، محیانہ، بارخا، بارخت، بیوی کا نام صفورا ہے۔[4] حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف بھی موسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہے جس کی وجہ سے ان کو کلیم اللہ کہا جاتا ہے۔[5] اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰؑ کی شادی پیغمبرِ خدا حضرت شعیبؑ کی بیٹی صفورا سے کروائی جو مدین میں رہتے تھے۔[6]

آپ کی پیدائش مصر میں اس دور میں ہوئی جب فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا سرکاری حکم نامہ جاری کر رکھا تھا۔ اس حکم کی بنیاد یہ تھی کہ فرعون کو کسی نجومی نے یہ کہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص تمہاری سلطنت ختم کریگا۔[7] اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کا اظہار کرتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کی پرورش خود فرعون کے محل میں کروائی، جس کا مقصد یہ تھا کہ داعیِ وقت دشمن کے نظام، اس کی کمزوریوں اور اس کی نفسیات کا قریب سے مشاہدہ کر سکے۔ آپ کی والدہ کو اللہ نے الہام فرمایا کہ وہ بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا (نیل) میں ڈال دیں،[8] اور پھر اسی بچے کو فرعون کی بیوی آسیہ کے ذریعے تحفظ فراہم کیا گیا۔ یہ ابتدائی زندگی ایک داعیِ حق کے لیے یہ سبق فراہم کرتی ہے کہ اللہ کا منصوبہ انسانی تدبیروں پر ہمیشہ غالب رہتا ہے، چاہے ظاہری حالات کتنے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوانی کے واقعات میں مصر سے مدین کی طرف ہجرت نہایت اہم موڑ ہے۔

مدین میں آپ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاں دس سال تک مزدوری کی اور ان کی صاحبزادی صفورا سے نکاح کیا۔ یہ دس سالہ مدت ایک داعی کی صبر، محنت، امانت اور مشقت میں تربیت کا دور تھی۔ نبوت کے عظیم منصب سے قبل آپ کو عملی زندگی کے سخت مراحل سے گزارا گیا تاکہ آپ میں وہ صلاحیت پیدا ہو سکے جو

فرعون جیسے جابر کے سامنے کھڑے ہونے کے لیے ضروری تھی۔ مدین سے واپسی کے سفر میں کوہِ طور پر "وادیِ مقدس" میں آپ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا اور اللہ سے براہِ راست ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا، جس کی وجہ سے آپ کو "کلیم اللہ" کہا جاتا ہے۔ یہاں سے آپ کی دعوتی زندگی کا وہ مرحلہ شروع ہوا جس میں آپ کو دو بڑے معجزات عصا کا اژدہا بننا اور یدِ بیضاء (چمکتا ہوا ہاتھ) عطا کیے گئے، تاکہ آپ فرعون کے دربار میں علمی اور عملی دونوں محاذوں پر برتری ثابت کر سکیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تدریجی الٰہی تربیت اور ابلاغی تیاری

کسی بھی بڑے پیغام کو پہنچانے سے پہلے ابلاغ کار کی تربیت اور ماحول کا ادراک ضروری ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے مختلف مراحل درحقیقت اس عظیم ابلاغی معرکے کی تیاری کے الٰہی منصوبے کا حصہ تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ تدریجی اور ہمہ جہت الٰہی تربیت کا شاہکار ہے، جس کے ہر مرحلے نے انہیں ایک عظیم داعی اور رہنما کے طور پر تیار کیا۔ محلِ فرعون میں قیام نے انہیں حریف کے سیاسی نظام اور نفسیات کا گہرا ادراک بخشا، جبکہ ہجرتِ مدین اور خدمتِ شعیبؑ نے ان کی شخصیت میں صبر، استقامت اور عوامی قیادت کے عملی اوصاف پیدا کیے۔ تربیت کا نقطۂ عروج وادیِ طویٰ میں وحی کا نزول تھا، جہاں 'قولِ لین' (نرم اسلوب) جیسی ابلاغی حکمتِ عملی کے ذریعے انہیں فکری اور روحانی تکمیل عطا کی گئی۔ یہ مراحل عصرِ حاضر کے داعیوں کے لیے نفسیاتی، فکری اور ابلاغی تیاری کا ایک مکمل ماڈل فراہم کرتے ہیں۔[9]

مکالمۂ باری تعالیٰ اور داعی کی نفسیاتی تیاری

کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہونے والا مکالمہ ایک داعی کی نفسیاتی اور فکری تیاری کا بہترین نمونہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرعون کی طرف جانے کا حکم دیا، تو آپ نے اپنی بشری کمزوریوں (جیسے زبان کی لکنت اور گرفتاری کا خوف) کا تذکرہ کر کے اللہ سے مدد مانگی۔ سورہ طٰہٰ میں آپ کی وہ دعائیں محفوظ ہیں جو ہر داعی کے لیے بنیادی سرمایہ ہیں رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي۔[10] ترجمہ: اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے (تاکہ میں ہر قسم کی تنقید برداشت کر سکوں)، اور میرا کام آسان کر دے، اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں"۔ یہ دعائیں ظاہر کرتی ہیں کہ دعوت کے میدان میں قدم رکھنے سے قبل ذہنی شرحِ صدر اور ابلاغ کی مہارت حاصل کرنا کتنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی درخواست پر آپ کے بھائی حضرت ہارونؑ کو بھی نبوت اور معاونت عطا فرمائی، جس سے یہ اصول ملتا ہے کہ دعوت ایک گروہی اور اجتماعی کام ہے جس میں موزوں افراد کی رفاقت کامیابی کے لیے ناگزیر ہے۔

اس مکالمے کا ایک اور اہم پہلو "عصا" کے بارے میں اللہ کا سوال ہے: "موسیٰ! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟" حضرت موسیٰؑ نے اس کا تفصیلی جواب دیا تاکہ کلامِ الٰہی کی لذت طویل ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی عصا کو معجزہ بنا کر یہ ثابت کر دیا کہ ایک داعی کے پاس موجود معمولی وسائل بھی جب مشیتِ الٰہی کے تابع ہو جاتے ہیں تو وہ بڑی سے بڑی باطل قوت کو نگل لیتے ہیں۔

اللہ نے فرمایا: "فرعون کے پاس جاؤ، وہ سرکش ہو گیا ہے لیکن اس سے نرم گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت پکڑ لے"، نرم گفتگو کرنا یہ پیغام دیتا ہے کہ معاصر داعی کو بھی الحادی اور مخالف طبقوں سے گفتگو میں اشتعال انگیزی کے بجائے شائستگی اور حکمت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ نرمی کمزوری کی علامت نہیں بلکہ یہ مخاطب کے دل کے بند دروازوں کو کھولنے کی کلید ہے۔[11]

فرعون کے ساتھ دعوتی مکالمہ: علمی و فکری جہات

فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا داخلہ اور اس کے ساتھ ہونے والا مکالمہ حق اور باطل کے درمیان ایک تاریخی علمی معرکہ ہے۔

فرعون نے اپنی خدائی کے دعوے کی بنیاد مادی وسائل، اہرامِ مصر اور دریائے نیل پر رکھی تھی۔ جب حضرت موسیٰؑ نے اسے اللہ کی طرف دعوت دی تو اس نے پہلا سوال یہ کیا: "تم دونوں کا رب کون ہے؟[12] حضرت موسیٰؑ کا جواب نہایت جامع اور سائنسی تھا: "ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خاص ساخت عطا کی اور پھر اسے زندگی گزارنے کا راستہ دکھایا"۔[13]

یہ استدلال مقصد اور ہدایت پر مبنی ہے جو آج کے دور میں ڈارون ازم اور الحادی سائنس کے خلاف سب سے مضبوط دلیل ہے۔ آپ نے یہ واضح کیا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اپنی بقا کے لیے ایک غیر مرئی ہدایت کا محتاج ہے جو صرف خالق ہی فراہم کر سکتا ہے۔[14]

فرعون نے جب دیکھا کہ وہ منطقی طور پر پھنس رہا ہے تو اس نے بحث کا رخ بدلنے کے لیے "تاریخی مغالطے" کا سہارا لیا اور پوچھا: "پھر پچھلی قوموں کا کیا حال ہے؟[15] اس کا مقصد حضرت موسیٰؑ کو ایسی بحث میں الجھانا تھا جس کا تعلق حال کی اصلاح سے نہ ہو۔ لیکن حضرت موسیٰؑ نے نہایت دانشمندی سے جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں محفوظ ہے، میرا رب نہ بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے۔ آپ نے فوراً بات کو دوبارہ تخلیقِ کائنات اور انسانی ضرورتوں کی طرف موڑ دیا، "وہی جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے نکالے"۔ یہ اسلوبِ دعوت سکھاتا ہے کہ جب مخاطب غیر ضروری اشکالات پیدا کرے، تو داعی کو چاہیے کہ وہ الجھنے کے بجائے اصل پیغام (توحید اور کائنات میں اللہ کی نشانیاں) پر توجہ مرکوز رکھے۔ فرعون کی کوشش تھی کہ وہ حضرت موسیٰؑ کو "جادوگر" ثابت کر سکے، لیکن آپ کے پاس موجود "سلطانِ مبین" (روشن دلیل) اور معجزے (ید بیضاء و عصا) نے اس کے تمام پروپیگنڈوں کو ناکام بنا دیا۔[16]

فرعون کے مکالمے کے دوران استعمال کیے گئے منطقی مغالطوں کا اگر ہم تجزیہ کریں تو وہ آج کے اسلام مخالف مستشرقین اور ملحدین کے ہتھکنڈوں سے مماثلت رکھتے ہیں۔

1۔ کردار پر حملہ: (Ad Hominem)

فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے ماضی کے واقعے (قتل) کا ذکر کر کے انہیں اخلاقی طور پر نیچا دکھانے کی کوشش کی۔

2۔ تمسخر:(Mockery)

حضرت موسیٰؑ کی لکنت اور سادہ لباس کا مذاق اڑایا گیا تاکہ درباریوں کی نظر میں ان کی اہمیت کم کی جا سکے۔

3۔ دھمکی: (Appeal to Force)

جب دلائل ختم ہو گئے تو فرعون نے کہا: "اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید کر دوں گا"۔

4۔احسان جتانا: (Appeal to Emotion)

فرعون نے کہا کہ کیا ہم نے تمہیں بچپن میں پالا نہیں تھا؟[17]

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان تمام مغالطوں کا جواب نہایت وقار سے دیا۔ آپ نے قبطی کے قتل کے واقعے کے بارے میں کہا کہ وہ کام میں ایسی حالت میں کر گزرا تھا جس کا مجھے پتہ نہیں تھا کہ وہ ایک ہی مکا کھا کر مر جائیگا۔ پھر اللہ نے مجھے حکمت عطا فرمائی اور پیغمبروں میں شامل فرما دیا۔

احسان کے جواب میں آپ نے نہایت جرات سے کہا: "اور وہ احسان جس کا تو مجھ پر ذکر کر رہا ہے، کیا وہ یہ نہیں کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے؟" یہ جواب سیاسی اور سماجی عدل کی بنیاد پر تھا، جو ثابت کرتا ہے کہ ایک داعی کو صرف مذہبی ہی نہیں بلکہ سیاسی و سماجی شعور سے بھی لیس ہونا چاہیے۔[18]

جادوگروں کا مقابلہ: مہارتِ فن اور اعترافِ حق کی دعوتی اہمیت

فرعون نے جب دیکھا کہ حضرت موسیٰؑ کے دلائل اس کے درباریوں پر اثرانداز ہو رہے ہیں، تو اس نے اسے جادو قرار دے کر مقابلے کا چیلنج دیا۔

اس نے ملک بھر سے نامور جادوگروں کو جمع کیا تاکہ وہ حضرت موسیٰؑ کے معجزے کا توڑ کر سکیں۔ یہ مقابلہ ایک بڑے عوامی اجتماع (یومِ زینت) میں ہوا، جس سے یہ دعوتی اصول اخذ ہوتا ہے کہ داعی کو بڑے اجتماعات اور عوامی پلیٹ فارمز سے نہیں گھبرانا چاہیے، کیونکہ سچائی کے ظہور کے لیے جتنا بڑا مجمع ہوگا، اثر اتنا ہی وسیع ہوگا۔ جادوگروں نے جب اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینکیں تو وہ لوگوں کی نظروں میں دوڑتے ہوئے سانپ محسوس ہونے لگے۔[19]

حضرت موسیٰؑ نے ایک لمحے کے لیے انسانی فطرت کے مطابق خوف محسوس کیا، لیکن اللہ کی وحی "قلنا لا تخف انک انت الاعلیٰ"۔[20] ترجمہ: (ہم نے کہا ڈرو نہیں، یقین رکھو تم ہی تم سربلند رہو گے) نے آپ کو ثباتِ قدمی عطا کی۔[21]

حضرت موسیٰؑ کے عصا نے جادوگروں کے تمام فریب کو نگل لیا۔ یہاں اہم نکتہ یہ ہے کہ جادوگر جو اپنے فن کے ماہر تھے، فوراً سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں بلکہ "امرِ الٰہی" ہے، کیونکہ جادو نظر بندی ہوتا ہے جبکہ حضرت موسیٰؑ کا معجزہ حقیقت کو تبدیل کر رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے فرعون کی دھمکیوں کی پرواہ کیے بغیر سجدے میں گر

کر "ربِ موسیٰ وہارون" پر ایمان لانے کا اعلان کر دیا۔[22] جادو گروں کی تبدیلیِ قلب یہ ثابت کرتی ہے کہ جب حق اپنی پوری علمی اور معجزانہ قوت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے، تو بڑے سے بڑے مخالفین بھی اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ فرعون نے انہیں ہاتھ پاؤں کاٹنے اور سولی پر چڑھانے کی دھمکی دی، لیکن ان کے ایمان کی مضبوطی نے یہ ثابت کر دیا کہ ایک بار جب دل میں حقیقت اتر جائے تو مادی خوف ختم ہو جاتا ہے۔

یہ معاصر داعیوں کے لیے سبق ہے کہ وہ اپنے وقت کے ماہرینِ فن کو ایسے دلائل سے متاثر کریں جو ان کے اپنے شعبوں کی بنیادوں کو جھنجھوڑ دیں۔[23]

معاصر دعوتی چیلنجز: الحاد اور مادیت پرستی کا فکری مطالعہ

آج کے دور میں دعوتِ دین کو درپیش چیلنجز حضرت موسیٰؑ کے دور کے مقابلے میں زیادہ پیچیدہ اور متنوع ہیں۔ جدید فرعونیت اب کسی ایک شخص کی شکل میں نہیں بلکہ مختلف نظریات کی صورت میں موجود ہے۔[24]

1۔ جدید الحاد اور "خلاؤں کا خدا" (God of the Gaps):

جدید الحاد جس کے سرخیل رچرڈ ڈاکنز (Richard Dawkins) اور سام ہیرس جیسے، مفکرین ہیں، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سائنس اور مذہب کے درمیان ایک ابدی جنگ جاری ہے، ان کا کہنا ہے کہ مذہب صرف وہاں موجود ہے جہاں سائنس کے پاس فی الوقت جواب موجود نہیں اسے وہ "God of the Gaps" کا نام دیتے ہیں۔

ان کے نزدیک جوں جوں سائنسی دریافتیں بڑھ رہی ہیں، "خدا" کے لیے گنجائش ختم ہوتی جا رہی ہے۔[25] حضرت موسیٰؑ کا فرعون کو دیا گیا جواب کہ "رب وہ ہے جس نے تخلیق کی اور ہدایت دی" اس الحاد کا بہترین علمی رد ہے۔

قرآن کے مطابق خدا صرف نامعلوم کا نام نہیں بلکہ وہ "معلوم" کائنات کے مربوط نظام (Ordered Universe) کا خود خالق ہے۔

جس کا مشاہدہ سائنس کرتی ہے۔ امام ابن کثیرؒ اس آیت قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۔ ترجمہ: موسیٰ نے کہا: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو وہ بناوٹ عطا کی جو اس کے مناسب تھی پھر (اس کی) رہنمائی بھی فرمائی،[26] کی تفسیر میں لکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو وہ شکل وصورت عطا کی جو اس کے کام کے لیے موزوں تھی اور پھر اسے وہ شعور دیا جس کے مطابق وہ زندگی گزار سکے۔[27]

قانون فطرت اور قانون ساز: (Law Giver)

جدید داعی کو حضرت موسیٰؑ کے اسی اسلوب کو اپناتے ہوئے یہ ثابت کرنا ہو گا کہ سائنسی قوانین بذاتِ خود ایک قانون ساز کے متقاضی ہیں۔

2۔مادہ پرستی اور صارفیت(Materialism and Consumerism)

آج کا انسان مادی ترقی اور اور ٹیکنالوجی کی چکا چوند میں اتنا کھو گیا ہے کہ وہ مابعد الطبیعاتی حقیقت(Metaphysical Realities)سے اندھا ہو چکا ہے۔

فرعون کا تکبر بھی اس کے مادی وسائل کی بنیاد پر تھا۔آج کی مادہ پرستی انسان کو یہ باور کرواتی ہے کہ کامیابی صرف دولت، شہرت اور مادی تعیشات میں ہے، جو بالآخر اسے خدا سے دور لے جاتی ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی دعوت نے اس مادی بت کو توڑا اور انسانیت کو اس کے اصل خالق کی طرف متوجہ کیا۔جدید دور کے داعی کو مادیت کے اس طوفان میں "تزکیہ" اور "روحانیت" کے قرآنی تصور کو منطقی انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ انسان کو اس کے باطنی خلا کا احساس دلایا جا سکے۔[28]

3۔سیکولرازم اور مذہب کی نجی حیثیت

سیکولرازم کا چیلنج یہ ہے کہ وہ مذہب کو فرد کی ذاتی زندگی تک محدود کر دیتا ہے اور سماجی، سیاسی اور معاشی نظام میں وحی کی رہنمائی کو تسلیم نہیں کرتا۔فرعون کا نظام بھی یہی تھا کہ اس کی زمین پر اس کا قانون چلے گا۔حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو آزاد کرے تاکہ وہ اپنے رب کی عبادت کر سکیں اور اس کے احکامات کے مطابق زندگی گذار سکیں یہ ساختی دعوت(Structural Da'wah) صرف افراد کی نہیں بلکہ پورے نظام کی اصلاح کی بات کرتی ہے۔

معاصر داعی کو بھی اسلام کی عالمگیریت اور زندگی کے تمام شعبوں میں اس کی جامعیت کو دلائل سے ثابت کرنا ہو گا۔[29]

ڈیجیٹل دور اور دعوتِ دین: مواقع اور تحدیات

سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ نے دعوتِ دین کے لیے جہاں بے پناہ مواقع فراہم کیے ہیں، وہیں نئے چیلنجز بھی پیدا کر دیے ہیں۔آج الحادی نظریات اور اسلام مخالف پروپیگنڈا ایک کلک کی دوری پر موجود ہے۔

جدید ڈیجیٹل دور میں ابلاغی چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے مکالمے سے گہری رہنمائی ملتی ہے۔[30]

قرآن مجید میں بیان کردہ یہ مکالمہ محض ایک تاریخی واقعہ نہیں، بلکہ آج کے جدید میڈیا، پروپیگنڈا اور بیانیے کی جنگ میں حق کو موثر انداز میں پیش کرنے کا ایک جامع ابلاغی ماڈل ہے۔

ڈیجیٹل چیلنجز اور قرآنی ابلاغی حکمتِ عملی

فیک نیوز اور غلط فہمیاں:(Fake News and Misinformation)

جدید ڈیجیٹل میڈیا میں فیک نیوز اور غلط فہمیوں کا پھیلاؤ ایک سنگین چیلنج ہے۔اس کے جواب میں حضرت موسیٰؑ کی حکمتِ عملی "فرقان" (حق اور باطل کے درمیان واضح فرق) پر مبنی تھی۔آپؑ نے فرعون کے جھوٹے بیانیے کو قطعی اور ناقابل تردید حقائق سے باطل کیا۔

عصر حاضر کے دعوتی اطلاق کے لیے ضروری ہے کہ فیک نیوز کے اس دور میں مستند معلومات اور علمی دیانت کو فروغ دیا جائے تاکہ حق کو باطل کی آمیزش سے پاک رکھا جاسکے۔[31]

مختصر توجہ:(Short Attention Span)

سوشل میڈیا کے اس دور میں قارئین یا ناظرین کی توجہ کا دورانیہ انتہائی مختصر ہو چکا ہے۔اس چیلنج سے نمٹنے کے لیے حضرت موسیٰؑ کی "جوامع الکلم" (جامع اور دو ٹوک گفتگو) کی حکمتِ عملی انتہائی مؤثر ہے۔[32]

آپؑ نے دربارِ فرعون میں طویل وبے مقصد تقریروں کے بجائے مختصر، جامع اور گہری بات کی۔آج کے دور میں اس کا دعوتی اطلاق جدید پلیٹ فارمز پر متاثر کن بصری مواد اور مختصر ویڈیوز کے ذریعے پیغام حق پہنچانے میں پوشیدہ ہے۔

منطقی مغالطوں کی بھرمار: (Prevalence of Logical Fallacies)

میڈیا مباحثوں اور پروپیگنڈا میں اکثر منطقی مغالطوں اور جذباتی استحصال کا سہارا لیا جاتا ہے۔حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے ان مغالطہ انگیز ہتھکنڈوں کا جواب خالص منطق اور "سلطانِ مبین" (واضح اور برحق دلیل) سے دیا۔اس تناظر میں، آج کے دور میں داعیوں کی منطقی، فلسفیانہ، اور جدید ابلاغی تربیت ناگزیر ہے تاکہ وہ ڈیجیٹل مباحثوں میں مدلل دفاع کرسکیں۔[33]

عالمی رسائی: (Global Village)

آج کی دنیا ایک گلوبل ولیج بن چکی ہے جہاں معلومات سرحدوں کی محتاج نہیں۔حضرت موسیٰؑ نے اپنا پیغام اس وقت کے سب سے بڑے میڈیا پلیٹ فارم یعنی "فرعون کے دربار" اور "یومِ زینت (عوامی اجتماع کے دن) پر پیش کیا۔اس کا جدید اطلاق یہ ہے کہ پیغامِ حق کی ترسیل کے لیے وقت کے جدید ترین ذرائع ابلاغ، بین الاقوامی زبانوں اور عالمی ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کا مؤثر ترین استعمال کیا جائے۔[34]

جدید ڈیجیٹل دور کے ابلاغی چیلنجز جن میں فیک نیوز، مختصر توجہ، منطقی مغالطے اور معلومات کی عالمگیریت شامل ہیں جن کا مؤثر ترین اور عملی جواب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ابلاغی حکمتِ عملی میں پنہاں ہے۔ حقائق پر مبنی دوٹوک بات (فرقان)، جامع گفتگو (جوامع الکلم)، واضح دلیل (سلطان مبین) اور وقت کے سب سے

موثر پلیٹ فارم کا استعمال وہ کلیدی قرآنی اصول ہیں جو آج کے دور میں بیانیے کی جنگ جیتنے اور دعوتِ دین کو جدید میڈیا کے ذریعے کامیابی سے عالمی سطح پر متعارف کروانے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔[35]

حضرت موسیٰؑ کی عصری حکمتِ عملی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ داعی کو اپنے وقت کے ذرائع ابلاغ پر عبور حاصل ہونا چاہیے۔ داعی کو چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا پر محض مذہبی پولرائزیشن پیدا کرنے کے بجائے ہمدردی اور عقلمندی کے ساتھ پیغام حق پہنچائے۔[36]

نتائج: (findings)

قرآن میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ ہمیں یہ سبق سکھاتا ہے کہ دین کا کام صرف ذاتی اصلاح تک محدود نہیں، بلکہ ظالم حکمرانوں کو راہِ راست پر لانا اور نظام کو بہتر بنانا بھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈرے بغیر فرعون کو اللہ کی طرف بلایا اور اس سے مظلوموں کی آزادی کا مطالبہ کیا۔ اس پورے قصے کا بڑا سبق یہ ہے کہ جو قیادت انصاف کا راستہ چھوڑ دیتی ہے اور عوام کی بھلائی کا خیال نہیں رکھتی، اس کا زوال یقینی ہے۔

تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حق و باطل کی جنگ میں فتح ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے، چاہے باطل بظاہر کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو حق کی آواز کبھی دبائی نہیں جا سکتی، چاہے فرعون جیسا جابر ہی سامنے کیوں نہ ہو۔ شرط صرف یہ ہے کہ داعی کے پاس حضرت موسیٰؑ جیسا توکل، حضرت ہارونؑ جیسی رفاقت، اور قرآن جیسی ابدی ہدایت کا شعور موجود ہو۔ آج کی دنیا کو ایک بار پھر اسی "موسوی عزم" کی ضرورت ہے جو مادی خداؤں کے بتوں کو پاش پاش کر سکے اور انسانیت کو اس کے اصل رب کی پہچان کروا سکے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوتی حکمتِ عملی کا بنیادی ستون "علمی برتری" اور "منطقی استدلال" ہے، جو مخالف کے ہر سوال کا جواب مشاہداتی اور عقلی بنیادوں پر فراہم کرتا ہے۔

قولِ لین (نرم گفتگو) جابرانہ نظاموں میں نفوذ کرنے کا سب سے موثر ہتھیار ہے، جو دشمن کو دفاعی پوزیشن سے نکال کر مکالمے کی میز پر لاتا ہے۔

معاصر الحاد اور مادیت پرستی دراصل قدیم فرعونیت کا ہی فکری تسلسل ہے، جس کا مقابلہ کرنے کے لیے داعی کو جدید علوم (سائنس، فلسفہ، سماجیات) میں مہارت حاصل کرنا ہوگی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات یہ ثابت کرتے ہیں کہ ایک داعی کے پاس برحق علامت کا ہونا ضروری ہے جو آج کے دور میں مثالی کردار اور ٹھوس علمی دلائل کی صورت میں ہو سکتا ہے۔

سفارشات (Recommendations)

- داعیوں کے لیے ایسے تربیتی پروگرام شروع کیے جائیں جہاں روایتی علوم کے ساتھ جدید سائنسی نظریات اور الحادی فلسفوں کا بھی گہرا مطالعہ کروایا جائے۔
- سوشل میڈیا پر اسلام کے پیغام کو "معقولیت" اور "شائستگی" (قولِ لین) کے ساتھ پیش کرنے کے لیے مستند ڈیجیٹل پلیٹ فارمز قائم کیے جائیں۔
- تعلیمی نصاب میں "اسلامی علمیات کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ میں الحادی نظریات کے خلاف فکری مدافعت پیدا ہو سکے۔
- سماجی و سیاسی اصلاح پر توجہ: داعیان اسلام کو چاہیے کہ وہ انفرادی تبلیغ کے ساتھ ساتھ سماجی ناانصافیوں، ظلم اور استحصالی نظاموں کے خلاف بھی آواز اٹھائیں اور عوام کو بھی چاہیے کہ وہ اس جدوجہد میں ان کا بھرپور ساتھ دیں۔

Referances

1. Fadli, Muhamad Aroka, Ahmad Sarbini, Engkos Kosasih, and Badruzzaman M. Yunus. "The Story of the Prophet Moses and the Phasraoh in the Qur'an: An Analysis of the Implementation of Structural Da'wah." Hanifiya: Jurnal Studi Agama-Agama 7, no. 1 (2024): 223–232.

https://doi.org/10.15575/hanifiya.v7i2.37949.

2.Muslih, Mohammad Kholid, Miqdad Hamid Al Anshory, and Aldy Pradhana.

"Rethinking the God of the Gaps Argument: An Islamic Philosophical Critique of New Atheism." Jurnal Theologia 36, no. 1 (2024): 35–50. https://doi.org/10.21580/teo.2025.36.1.25497

3۔ابن کثیر،البدایہ والنہایہ،عمادالدین، أبوالفداء،إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي الدمشقي دارالکتب العلمیہ،بیروت،ج1، ص120

https://ar.wikisource.org/wiki/%D8%A7%D9%84%D8%A8%D8%AF%D8%A7%D9%8A%D8%A9_%D9%88%D8%A7%D9%84%D9%86%D9%87%D8%A7%D9%8A%D8%A9/%D8%A7%D9%84%D8%AC%D8%B2%D8%A1_%D8%A7%D9%84%D8%A3%D9%88%D9%84/%D9%82%D8%B5%D8%A9_%D9%85%D9%88%D8%B3%D9%89_%D8%A7%D9%84%D9%83%D9%84%D9%8A%D9%85 https://www.hodaalquran.com/article/4179

https://mail.hamdardislamicus.com.pk/index.php/hi/article/download/1346/413

4. Al-Qurtubi, Abu 'Abdullah Muhammad ibn Ahmad. Al-Jami' li-Ahkam al-Qur'an. Commentary on Surah Al-Qasas 28:7. King Saud University Electronic Mushaf. (accessed April 25, 2026). https://quran.ksu.edu.sa/tafseer/qortobi/sura28-aya7.html

https://darulifta-deoband.com/home/ur/history-biography/6573

5۔القرآن الکریم،164/4(تفسیر سورہ النساء)۔ابن کثیر، عمادالدین، أبوالفداء،إسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1419ھ ج2، ص401

https://quran.com/ur/4:164/tafsirs/tafseer-ibn-e-kaseer-urdu

6۔عثمانی،مفتی محمد شفیع،معارف القرآن،ادارہ المعارف،ج6،ص93

https://tafsir.app/tabari/28/27

7۔عثمانی مفتی محمد تقی،آسان ترجمہ قرآن،مکتبہ معارف القرآن کراچی،ج2،ص1169

8۔ایضا

9. Al-Shboul, Ali, and Omar Mohammad-Ameen Ahmad Hazaymeh. “The Philosophy of Conflict and Political Dialogue in the Holy Qur’an: The Moses (A.S.)–Pharaoh Narrative in Historical Context and Contemporary Relevance.” Hamdard Islamicus 49, no. 1 https://doi.org/10.57144/hi.v49i1.1346

https://quran.com/ur/26:10/tafsirs/tafsir-fe-zalul-quran-syed-qatab

10۔طٰہٰ:25/20

11. Farooqi, Sadaf. “Prophet Musa and Pharaoh: Psychological Human Behavior Faced by a Caller to Islam.” Sadaf’s Space: From Blog to Books, January 1, 2012. https://sadaffarooqi.com/2012/01/01/prophet-musa-and-pharaoh-

12۔طٰہٰ:49/20

13۔طٰہٰ:50/20

14.Al-Shboul, Ali, and Omar Mohammad-Ameen Ahmad Hazaymeh. “The Philosophy of Conflict and Political Dialogue in the Holy Qur’an: The Moses (A.S.)–Pharaoh Narrative in Historical Context and Contemporary Relevance.” Hamdard Islamicus 49, no. 1.https://doi.org/10.57144/hi.v49i1.1346

https://misbah.info/misbah/qesasalanbiyah/musa-nabias-in-pharaohs-court/

15۔طٰہٰ:51/20

16. Humble, Muhammad Tim. The Methodology of the Prophets in Da‘wah, Part 2: Study Guide. Al Hidaayah, February 2024. PDF. https://alhidaayah.com/wp-content/uploads/2024/02/The-Methodology-of-the-Prophets-Part-2-_-Study-Guide.pdf.

17.Al Mosa, S. M. A. . (2023). Pharaoh's Argumentative Conversational Fallacies with Moses, peace be upon him, in Quranic Stories. Arts for Linguistic & Literary Studies, 5(1), 1-122. https://doi.org/10.53286/arts.v5i1.1438

18. Learn Islam. Class 9: Prophet Musa (A.S.) (Contd.). April 2023. PDF. https://learn-islam.com/wp-content/uploads/2023/04/Class-9-Prophet-Musa-A.S.-Contd.pdf.

19۔طٰہ: 66/20

20۔طٰہ: 68/20

21۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، ج2، ص965

22۔طٰہ: 70/20

23. Hadith of the Day. "Prophet Musa (AS) – Part III." Hadith of the Day, May 14, 2025. Accessed April 26, 2026. https://hadithoftheday.com/prophet-musa-as-part-iii/.

24. Al-Sarhani, Aesha Yousuf Ibrahim, Thabet Ahmed Abu-Alhaj, and Selamat bin Amir. "Atheism in Contemporary Arab Societies: Motives, Effects, and Remedial Approaches—An Analytical Study in Light of the Qur'an." Architectural Image Studies 7, no. 1 (January 2026): 1251–1264. https://doi.org/10.62754/ais.v7i1.1009

25. Rashid, Aasia, and Ume Farva. "Factors of Atheism as a Challenge to Effective Da'wah: An Analysis and Strategies for Their Solution in Contemporary Era." International Research Journal of Arabic and Islamic Studies (IRJAIS) 4, no. 1 (January–June 2024): 24–35. https://irjais.com/index.php/irjais/article/view/123/97.

Muslih, Mohammad Kholid, Miqdad Hamid al Anshory, and Aldy Pradhana. "Rethinking the God of the Gaps Argument: An Islamic Philosophical Critique of New Atheism." Jurnal Theologia 36, no. 1 (2025): 35–50. https://doi.org/10.21580/teo.2025.36.1.25497

26۔طٰہٰ50/20

27. SurahQuran.com. "Surah Ta-Ha (20:50) Tafsir Urdu." https://surahquran.com/tafsir-Urdu-aya-50-sora-20.html.

28. Zainab, Siti, Nor Muslim, and Abdul Azis. "Da'wa Practices and Its Challenges in Contemporary Era (Case Study in Kotawaringin Timur Regency, Indonesia)." Jurnal Ilmu Komunikasi 2, no. 2 (2019): 34–48. https://scispace.com/pdf/da-wa-practices-and-its-challenges-in-contemporary-era-case-45op494on0.pdfs

29. Al Kahfi, Muhammad Firdaus, and M. Yaqub. "Problems and Dynamics of Thought of Da'wah Institutions: Between Islamization and Secularization." Hadara: Journal of Da'wah and Islamic Civilization 1, no. 2 (2025): 98–120. https://hadara.crjis.com/index.php/hrjdi/article/download/14/7.

30.Agusman, A., & Samsuddin, S. (2024). Strategi Dakwah Nabi Musa: The Da'wah Strategy of Prophet Musa. DIRASAH: Jurnal Kajian Islam, 1(2), 115–131. Retrieved from https://litera-academica.com/ojs/dirasah/article/view/10

Yuwono, Ardi Tri, Andi Sebastian, Haru Rahman, Amir Chung-Hee, and Abdullah Chen. "Challenges and Development of Contemporary Islamic Da'wah in Japan, South Korea, and Taiwan." Jurnal Ilmu Dakwah 45, no. 1 (2025): 1–24. https://doi.org/10.21580/jid.v45.1.26253.

31. Qur'an. "Al-A'raf 7:104–105." Quran.com. https://quran.com/7/104-105

32. Al-Hajri, Rashid bin Muhammad bin Futais. Jawamiʿ al-Kalim. Translated by Muhammad Isa. Bahrain: Maʿhad Jamiʿ Isa bin Salman lil-Dirasat al-Islamiyyah, 2022. Kitab o Sunnat Library.

33. Hansen, Hans V. "Fallacies." The Stanford Encyclopedia of Philosophy. First published May 29, 2015; substantive revision August 30, 2024. Edited by Edward N. Zalta and Uri Nodelman. Stanford University, 2024. https://plato.stanford.edu/entries/fallacies

34. Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar Muḥammad ibn Jarīr. "Tafsīr al-Ṭabarī on Qur'an 20:59." King Saud University Electronic Moshaf Project. Archived August 14, 2017. Accessed via Internet Archive. https://web.archive.org/web/20170814172258/http://quran.ksu.edu.sa/tafseer/tabary/sura20-aya59.html

Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar. "Tafsīr Ibn Kathīr on Surah Ṭāhā (20:59)." King Saud University Quran Tafsir Project. Archived August 28, 2017. Accessed via Internet Archive. https://web.archive.org/web/20170828104827/http://quran.ksu.edu.sa/tafseer/katheer/sura20-aya59.html.

35. Author(s). "Title of the Article." Proceeding International Seminar on Islamic Studies (INSIS) 6, no. 1 (February 2024). Universitas Muhammadiyah Sumatera Utara. PDF. INSIS Proceedings PDF

Author(s). "Title of the Article." AL-AFKAR: Journal for Islamic Studies 7, no. 2 (2024): page range. https://doi.org/[DOI if available].

36. Ambali, Hamad. "Islamic Da'wah Methodologies and The Challenges Facing Da'wah in The Contemporary Society." Indonesian Journal for Islamic Studies 3, no. 2 (2025): 50–60. https://doi.org/10.58723/ijfis.v3i2.426.